# مَنْ اَنْصَارِیْٓ اِلَی اللّٰہِ

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۴ رمئی ۱۹۸۴ء بمقام مسجد فضل لندن)

تشہد وتعوذ اور سورۂ فاتحہ کے بعد حضور نے درج ذیل آیت کی تلاوت فرمائی:

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْٓا اَنْصَارَ اللّٰهِ كَمَا قَالَ عِیْسَى ابْنُ مَرْیَمَ لِلْحَوَارِیّٖنَ مَنْ اَنْصَارِیْٓ اِلَى اللّٰهِ ؕ قَالَ الْحَوَارِیُّوْنَ نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰهِ فَاٰمَنَتْ طَّآىِٕفَةٌ مِّنْۢ بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ وَ كَفَرَتْ طَّآىِٕفَةٌ ۚ فَاَیَّدْنَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا عَلٰى عَدُوِّهِمْ فَاَصْبَحُوْا ظٰهِرِیْنَ ﴿۱۵﴾ (الصف:۱۵)

اور پھر فرمایا:

قوموں کی زندگی میں بعض ایسے وقت آتے ہیں جن میں بہت ہی اہم اور بنیادی فیصلوں سے قومیں دوچار ہوا کرتی ہیں۔ مذہبی قوموں کی زندگی میں بھی ایسے دن آیا کرتے ہیں اور دنیاوی قوموں کی زندگی میں بھی ایسے دن آیا کرتے ہیں اور دنیا کی زبان میں جب ایسا وقت آتا ہے تو یہ سوچا جاتا ہے کہ To be or not to be. That is the Question اب ہم نے رہنا ہے یا نہیں رہنا یہ سوال ہے جو آج پیش نظر ہے۔ لیکن مذہبی دنیا میں یہ سوال اس طرح نہیں اٹھایا جاتا کیونکہ مذہبی دنیا جو خدا کی نمائندہ ہوتی ہے اس کے لئے نہ رہنے کا کوئی سوال نہیں ہوا کرتا، اس کے لئے صرف ایک ہی سوال ہے کہ ہم نے رہنا ہے اور ہم نے رہنا ہے اور ہم نے رہنا ہے اور اس راہ

میں ہر قربانی پیش کرنے کے لئے ہم تیار ہیں۔ پس آج جماعت احمدیہ کی تاریخ میں بھی ایک ایسا ہی وقت ہے اور جو آیت میں نے تلاوت کی وہ اس وقت کے عین مناسب حال ہے۔ قرآن کریم فرماتا ہے یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْۤا اَنْصَارَ اللّٰهِ اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو اللہ کے انصار بن جاؤ، اللہ کے مددگار ہو جاؤ کہ آج مدد کا وقت ہے كَمَا قَالَ عِیْسَى ابْنُ مَرْیَمَ لِلْحَوَارِیّٖنَ جیسا کہ عیسیٰ ابن مریم نے اپنے ساتھیوں سے کہا تھا مَنْ اَنْصَارِیْۤ اِلَى اللّٰهِ کون ہے جو آج اللہ کی خاطر، اللہ کی جانب میری مدد کرنے والا ہے؟ قَالَ الْحَوَارِیُّوْنَ نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰهِ ان حواریوں نے یہ جواب دیا کہ ہم ہیں اللہ کے انصار فَاٰمَنَتْ طَّآىِٕفَةٌ مِّنْۢ بَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ تو بنی اسرائیل میں سے ایک گروہ کو اللہ نے یہ توفیق بخشی کہ وہ ایمان لے آئے اور ایک گروہ نے انکار کر دیا۔ پس اللہ فرماتا ہے کہ ہم نے ان لوگوں کی مدد فرمائی جو ایمان لائے تھے اور ان لوگوں کو ان پر غالب کر دیا جنہوں نے انکار کیا تھا۔

یہ واقعہ جس کی طرف قرآن کریم نے اشارہ فرمایا ہے ایک حیرت انگیز واقعہ ہے۔ جب اس پہلو سے دیکھتے ہیں تو وہ لوگ جن سے حضرت مسیحؑ نے خدا کے نام پر، خدا کی طرف، خدا کی جانب مدد مانگی تھی ان کی اپنی حیثیت کیا تھی؟ گنتی کے چند درویش صفت لوگ تھے ان کے پاس کچھ بھی نہیں تھا۔ ایک عظیم مغربی مملکت میں جس کی حدیں مشرق وسطیٰ سے شروع ہوتی تھیں اور مغرب تک چلی جاتی تھیں، جس میں وہ آباد تھے اور اپنے وطن اپنے شہر میں بھی ان کی کوئی حیثیت نہیں تھی۔ اتنے مظلوم اور بے کس تھے کہ جب حضرت مسیحؑ کو صلیب پر لٹکایا گیا تو ان میں سے کوئی بھی کچھ نہیں کر سکا۔ پھر وہ کیسی مدد تھی جو حضرت مسیحؑ نے اُن سے مانگی؟ اگر وہ مدد اس لائق نہیں تھے کہ اس کا ذکر کیا جاتا تو ناممکن ہے کہ حضرت محمد مصطفی ﷺ کو مخاطب کر کے وہ واقعہ یاد دلایا جاتا اور یہ ارشاد فرمایا جاتا کہ تم بھی اسی طرح کہو کہ مجھے انصار کی ضرورت ہے۔ جس طرح مسیحؑ میرے ایک مظلوم بندے نے کہا تھا۔ تو معلوم یہ ہوتا ہے یہ اَنْصَارِیْۤ اِلَى اللّٰهِ کا مضمون کوئی دنیا کے مضمون سے مختلف مضمون ہے جہاں فوجی اور جفاکش اور حملہ آور اور جنگجوؤں کی ضرورت نہیں ہے یعنی دنیا کے بڑے بڑے مال داروں کی ضرورت نہیں ہے، دنیا کے بڑے بڑے طاقتور سیاستدانوں کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ ان میں سے ایک بھی ایسا نہیں تھا جس نے اس آواز پر لبیک کہا ہو۔ وہ کون لوگ تھے جن پر دنیا ہنستی تھی،

جن کی کوئی شہری حیثیت باقی نہیں رکھی گئی تھی، جو چاہتا تھا ان کو زدوکوب کرتا، ان کو مارتا، انکو گالیاں دیتا، ان کو گلیوں میں گھسیٹتا اور اس کے باوجود حضرت مسیحؑ یہ کہہ رہے ہیں کہ میرے لئے اللہ کی خاطر، اللہ کی جانب مددگار بن جاؤ۔ اگر اس واقعہ میں کوئی عظمت نہیں تھی، کوئی مخفی پیغام نہیں تھا تو ناممکن ہے کہ آنحضورﷺ کو مخاطب کر کے انہی الفاظ میں مددگار طلب کرنے کی ہدایت دی جاتی۔

ایک تو یہ پہلو ہے جو تعجب انگیز ہے اور قابل غور اور ایک اور یہ پہلو ہے کہ اللہ کو مددگاروں کی ضرورت کیا ہے؟ مدد تو اللہ کی طرف سے آتی ہے۔ یہ کیا قصہ ہے کہ چند مظلوم بندوں کو چند مقہور بندوں کو خدا مدد کے لئے بلا رہا ہے جب کہ وہ آپ مدد کے بہت محتاج ہیں؟ جب اس پہلو پر ہم غور کرتے ہیں تو یہ سارا معمہ حل ہو جاتا ہے۔ امر واقعہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ یہ بتانا چاہتا ہے کہ جب تک تم اپنے دل و جان سے خدا کی مدد کے لئے تیار نہیں ہو گے اس وقت تک اللہ کی مدد تمہارے اوپر نازل نہیں ہوگی اور خدا اعداد و شمار میں اور کیمیت اور کیفیت میں ہر مدد سے مستغنی ہے اس لئے یہ سوال نہیں ہوا کرتا کہ تم خدا کی مدد کے لئے کیا پیش کرو گے؟ اللہ تعالیٰ صرف یہ تقاضا کرتا ہے کہ جو کچھ ہے وہ پیش کر دو اور میرے پاس جو کچھ ہے میں اس کے جواب میں پیش کر دوں گا اس کے نتیجہ میں غلبہ نصیب ہوگا۔ اگر کوئی غریب ہے جس کے پاس چار آنے ہیں تو اللہ کی مدد کے لئے وہ چار آنے پیش کرے گا اور خدا جو تمام خزانوں کا مالک ہے کیسے ممکن ہے کہ جب اس غریب کو مدد کی ضرورت پڑے تو اپنے سارے خزانے اس کے لئے نہ کھول دے! پس یہ مضمون ہے جو ان آیات میں بیان فرمایا گیا اور آنحضرتﷺ کو متوجہ کیا گیا کہ دیکھو میرے معاملہ میں کسی مایوسی کا کوئی سوال نہیں، سب سے کمزور نبی کی مثال میں تمہیں دیتا ہوں، ایسا نبی جس کے مقابل پر کمزوری میں سارے عالم میں کوئی اور نبی نظر نہیں آئے گا۔ اس کے ماننے والے اتنے کمزور اور بے بس اور نہتے تھے اور ان کے مقابل پر اتنی عظیم سلطنت تھی کہ ان کی کوئی حیثیت ہی نہیں تھی اس قدر وہ بے حیثیت لوگ تھے اور اتنا بے حیثیت واقعہ تھا کہ روم کی تاریخ سالہا سال بعد تک بھی اس واقعہ کا کوئی ذکر نہیں کرتی۔ یہ دل گھٹانے والا واقعہ نہیں یہ دل بڑھانے والا واقعہ ہے۔

یہ اللہ تعالیٰ بیان فرمانا چاہتا ہے کہ جب انہوں نے میرے نام کی خاطر اپنے وہ بیکار وجود پیش کر دیئے اور میں نے انھیں کو قبول کیا تو اے محمد عربیﷺ! تم جو اس کائنات کا خلاصہ ہو تم جب

سب کچھ میرے حضور پیش کر دو گے تو میں کیا کیا کچھ تمہارے لئے نہیں کروں گا ۔ یہ تھا وہ پیغام جو آنحضرت کو دیا گیا اور یہی پیغام ہے جو میں آپ کی غلامی میں آج آپ کو دیتا ہوں ۔ آج بھی جماعت کی تاریخ پر ایک ایسا وقت آیا ہے کہ اس سے پہلے کبھی ایسا وقت نہیں آیا اس لئے تمام دنیا کے احمدیوں کو میں آواز دیتا ہوں کہ مَنْ اَنْصَارِیْٓ اِلَی اللّٰهِ اے خدا کے اس زمانے کے محبوب کے غلامو! میں تمہیں اللہ کے نام پر مدد کے لئے بلاتا ہوں ۔ اپنا سب کچھ خدا کے حضور حاضر کر دو اور خدا کی قسم خدا اپنی ساری کائنات آپ کی خدمت میں حاضر کر دے گا ۔ کوئی دنیا کی طاقت نہیں جو پھر اس تقدیر کو بدل سکے ۔ یہ ایک ایسا واقعہ ہے جو لازماً ہو کر رہے گا اور لازماً اس کے مقدر میں کامیابی ہے اور کامیابی کے سوا کچھ نہیں کیونکہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے فَاَيَّدْنَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا عَلٰى عَدُوِّهِمْ ان مظلوم بیکار بندوں پر ہم نے رحمت کی نظر کی جن کے پاس کچھ بھی نہیں تھا اور میرے حضور حاضر ہوئے کہ اے اللہ! ہم حاضر ہیں تیری مدد کے لئے فَاَيَّدْنَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ہم نے انکی مدد کی ہم تو ان کی مدد کے محتاج نہیں تھے ۔ کیسی تشریح خود فرما دی کہ جب خدا کے نام پر مدد مانگی جاتی ہے تو اسی طرح جس طرح بچے کو پیار کے ساتھ اس کی آزمائش کے لئے کسی طرف بلایا جاتا ہے ۔ فرمایا ہم نے ان کی مدد کی اور ان کے غالب دشمن پر ان کو غالب کر دیا ۔ پس آج جماعت کی تاریخ میں ایسا ہی وقت ہے لیکن اس مدد کو کیسے استعمال کیا جائے گا اور کس طریق پر جماعت احمدیہ کی تمام قوت کو اللہ کے حضور پیش کیا جائے گا یہ فیصلہ کوئی آسان فیصلہ نہیں ہے ۔ بہت ہی اہم اور بنیادی فیصلہ ہے اور میں دن رات اس پر غور بھی کر رہا ہوں اور اللہ تعالیٰ سے راہنمائی بھی طلب کر رہا ہوں ۔

پہلی مدد میں آپ سے یہ مانگتا ہوں کہ بکثرت دعائیں کریں اور اس معاملہ میں میری مدد کریں تاکہ اللہ تعالیٰ اپنی واضح راہنمائی کے ذریعے ہمیں ایک ایسا کشادہ اور صاف اور کھلا ہوا رستہ دکھائے جو لازماً کامیابی کی طرف لے جانے والا ہو ۔ نہ میں اپنی قربانی سے ڈرتا ہوں نہ میں جماعت کی قربانی سے ڈرتا ہوں ۔ اللہ نے مجھے وہ عزم اور حوصلہ عطا فرمایا ہے کہ جب وقت آئے گا اور جس قسم کا وقت آئے گا میں کسی قسم کی کوئی قربانی سے دریغ نہیں کروں گا لیکن اللہ تعالیٰ نے مجھے حکمت بھی عطا فرمائی ہے اور لازماً جہاد میں حکمت کی اول ضرورت پیش آیا کرتی ہے اس لئے جماعت احمدیہ کی زندگی، جماعت احمدیہ کی جان و مال کا ایک ذرہ ایک اونس بھی میں ضائع کرنے کے لئے تیار نہیں اور

**اگر خدا نے چاہا اور سب کچھ اس کی راہ میں جھونکنے کا وقت آیا اور یہی تقاضا ہوا حکمت کا اور ایمان کا اور خلوص کا تو ایک ذرہ بھی بچانے کے لئے میں تیار نہیں پھر ہماری زندگی اس جہان کی زندگی ہے پھر اللہ بہتر جانتا ہے کہ وہ کیا چاہتا ہے اور کیا ہوگا لیکن جو کچھ میں نے پڑھا ہے جو کچھ میں قرآن کے مطالعہ سے اخذ کر سکا ہوں جو کچھ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الہامات سے میں نے نتیجہ نکالا ہے میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ ناممکن ہے کہ آپ پر کوئی فتح یاب ہو سکے۔ آپ کے لئے ضروری ہے اپنے دلوں پر فتح یاب ہوں، اپنے کردار پر فتح یاب ہوں، اپنی نیتوں پر فتح یاب ہوں، اپنے اعمال پر فتح یاب ہوں۔ یہ فتح آپ نے کرنی ہے اللہ کی مدد سے اور پھر ساری دنیا کو آپ کا مفتوح ہمارے خدا نے بنانا ہے۔ یہ وہ تقدیر ہے جو اٹل ہے، جو لکھی جا چکی ہے۔ زمین و آسمان کی حرکتیں بدل سکتی ہیں، کائنات ریزہ ریزہ ہو سکتی ہے لیکن اللہ کی تقدیر نہیں بدل سکتی، نہیں بدل سکتی، نہیں بدل سکتی۔ اس ایمان کے ساتھ آپ نے زندہ رہنا ہے، اس ایمان کے ساتھ مرنا ہے۔ یہی سب سے بڑا قیمتی ہمارا سرمایہ ہے۔**

جہاں تک فوری فیصلوں کا تعلق ہے میں چند باتیں کھول کر جماعت کے سامنے بیان کرنی چاہتا ہوں۔ چونکہ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مَنْ اَنْصَارِیْ کا اعلان فرمایا تھا اس سے بعض لوگ یہ نتیجہ نکالتے ہیں کہ کسی حالت میں بھی کسی قیمت میں ہمیں اپنے دفاع کا حق استعمال نہیں کرنا۔ یہ بالکل غلط نتیجہ ہے، قرآن کے اس مضمون کے واضح منافی ہے کیونکہ آنحضرت ﷺ مخاطب ہیں اور حضرت عیسیٰؑ کی مثال جیسے کہ میں نے بیان کیا تھا حوصلہ بڑھانے کی خاطر دی گئی ہے۔ اب یہ حکم مسیح ناصری کا حکم نہیں رہا اب یہ محمد مصطفیٰ ﷺ کا حکم ہے اور آپؐ کو یہ فرمایا گیا ہے یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْۤا اَنْصَارَ اللّٰهِ آپؐ کی زبان سے یہ فرمایا گیا ہے اس لئے یہ مضمون اب بدل چکا ہے، اب اس پہ سنتِ محمد مصطفیٰ ﷺ کا رنگ چڑھ چکا ہے اور ہمارے لئے سوائے قرآن کے اور کوئی مشعلِ راہ نہیں ہے۔ قرآن کریم وقت کی حکومت کی اطاعت کا حکم دیتا ہے اور واضح حکم دیتا ہے اور اسی حکم کی تعمیل میں ہم غدار کہلائے، دنیا جہان کے ایجنٹ بنائے گئے لیکن ہم سرِ مو بھی اپنی راہ سے نہیں ہٹے اور قرآن کریم کی اطاعت کے سامنے ہم نے سرِ تسلیم خم کئے رکھا۔ قرآن کریم فرماتا ہے اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَ اُولِی الْاَمْرِ مِنْكُمْ (النساء:۶۰) دیکھو اللہ کی

اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو اور جو بھی حاکم وقت ہے اس کی اطاعت کرو چنانچہ ہم نے اس حکم سے کبھی بھی جماعت کی تاریخ میں ایک بھی ایسا واقعہ نہیں ہے کہ اس حکم سے سرِ مو فرق کیا ہو لیکن یہ آیت یہاں ختم نہیں ہو جاتی آگے چلتی ہے اور یہ مضمون آنحضرت ﷺ کی امت کی عظمت کو بیان کرنے کی خاطر ایک اور منزل میں داخل ہو جاتا ہے فرماتا ہے فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ اگر مذہبی معاملہ میں اختلاف ہو جائے فَرُدُّوهُ إِلَى اللهِ وَالرَّسُولِ پھر تم نے أُولِي الْأَمْرِ کی طرف دیکھنا نہیں ہے پھر صرف اللہ اور رسول کے تابع رہ کر فیصلے کرنے ہیں ۔کس طرح أُولِي الْأَمْرِ کو نکال کر اس مضمون سے باہر کر دیا ؟ دنیاوی معاملات میں جہاں تک أُولِي الْأَمْرِ اپنے دائرہ اختیارات میں رہتا ہے اور ان سے تجاوز نہیں کرتا اور خدا اور محمد مصطفیٰ ﷺ کے احکامات میں دخل اندازی نہیں کرتا لازماً ہم اس کی اطاعت کریں گے اور جہاں وہ دخل اندازی کرے گا اور قرآن اور رسول سے ہمیں الگ کرنے کی کوشش کرے گا لازماً ہم اس کی اطاعت نہیں کریں گے خواہ اس کے لئے جانیں دینی پڑیں۔ **کوئی پرواہ نہیں جتنے سر کٹتے ہیں کٹیں گے لیکن قرآن اور محمد مصطفیٰ ﷺ سے جماعت کو کوئی دنیا کی طاقت جدا نہیں کرسکتی۔ اب میں یہ بھی آپ کو بتا دیتا ہوں کہ اگر کسی کو یہ وہم ہو کہ جماعت احمدیہ کو مٹا سکتا ہے تو یہ وہم اس کو دل سے نکال دینا چاہئے۔ بڑے بڑے دعوے دار آئے ہیں ان کے نشان خدا نے مٹا دیئے، پارہ پارہ کر دیا ان کی طاقتوں کو۔**

تو ہم نے جب سب کچھ خدا کے حضور پیش کیا تو ہماری تو طاقت ہی کوئی نہیں ۔ میں تو یہ توجہ دلا رہا ہوں کہ ہمیں ان سے بھی کم سمجھ لو جو مسیحؑ کے حضور سب کچھ پیش کرنے والے، چند انصاری تھے، ہم تو اتنے عاجز بندے ہیں کہ ہمیں اس کا کوئی شوق نہیں کہ ہماری طاقتوں کو بڑی بڑی طاقتوں کے پیمانوں پہ ناپا جائے، ہم تو خود عاجز ہیں اور اقراری ہیں اپنی کمزوریوں کے۔ ہم تو کہتے ہیں کہ اے اللہ ہم میں وہ طاقت بھی نہیں ہے جو مسیحؑ کے حواریوں میں تھی مگر جب انہوں نے سب کچھ پیش کر دیا اور تو نے انہیں غالب کر کے دکھایا تو آج بھی ہم سے ویسا ہی فضل فرما بلکہ اس سے بڑھ کر فضل فرما کیونکہ ہم حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے غلام ہیں اس لئے صبر کا یہ معنی لینا کہ قرآن کی حدود سے باہر نکل کر عیسائی تصور میں صبر کیا جائے گا بالکل غلط ہے۔ یہ میں خوب کھول کر واضح کر دینا چاہتا ہوں۔ صبر کا

مفہوم انہی پیمانوں سے طے ہوگا جو قرآن بیان فرما رہا ہے اور جو سنت محمد مصطفی ﷺ بیان فرما رہے ہیں ان کے دائرے کے اندر طے ہوگا اور جہاں خدا صبر کی تعریف میں یہ بات داخل کر دے گا کہ تم نے دفاع کرنا ہے اور اس کے نتیجہ میں جو کچھ ہوتا ہے اس پر صبر کرو تو صبر کا یہ مفہوم ہوگا کہ تم نے دفاع کرنا ہے اور اس کے نتیجہ میں جو کچھ گزرتی ہے تمہیں برداشت کرنا پڑے گا۔ مثلاً ابھی کل ہی یہ حیرت انگیز ظالمانہ بات مجھے معلوم ہوئی کہ ربوہ میں حکومت کے باشندوں نے یہ حکم دیا جماعت کو کہ کلمہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ جہاں جہاں تم نے اپنی مسجدوں پر اور دیواروں پر لکھا ہے اس کو مٹا دو اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہ خدا نے ان کو صحیح فیصلے کی توفیق بخشی، انہوں نے کہا کہ ناممکن ہے جماعت احمدیہ اپنے ہاتھ سے کلمہ کو نہیں مٹائے گی۔تم نے جو کچھ کرنا ہے بے شک کرو چنانچہ جب مجھے اطلاع ملی تو میں نے ان کو فوراً فون کروایا کہ آپ نے بالکل ٹھیک فیصلہ کیا ہے۔کوئی احمدی کلمۂ توحید کو نہیں مٹائے گا۔اس کے ہاتھ کاٹے جائیں گے، اس کا سر قلم ہو سکتا ہے لیکن اپنے ہاتھوں سے وہ کلمۂ توحید کو مٹا دے یہ تو ناممکن ہے ہمارے اختیار کی بات نہیں۔تو اسی طرح مذہب کی مبادیات ہیں وہاں پہنچ کر آپ یہ خوف دل سے دور کر دیں کہ گویا نعوذ باللہ من ذٰلک آپ باغی شمار ہوں گے، باغی آپ تب شمار ہوں گے جب خدا اور رسول کے احکام کے مقابل پر کسی دنیا دار کی بات مانیں گے۔جب دنیا دار کے احکام کے مقابل پر خدا اور رسول کی بات مانیں گے جب ٹکرار ہی ہو گی وہ بات تو پھر آپ باغی نہیں شمار ہوں گے پھر وہ باغی شمار ہوں گے خدا کے جنہوں نے کوشش کی کہ اپنے حکم کو خدا اور رسول کے حکم پر فوقیت دیں۔اس لئے یہ بھی میں خوب اچھی طرح کھول دیتا ہوں تا کہ دنیا میں جہاں بھی کہیں احمدی ہیں وہ اس کو خوب سمجھ لیں۔

صرف ایک ملک کا سوال نہیں ہمارے مقدر میں تو بڑی قربانیاں ہیں، ملک ملک ہم نے اپنے خون سے رنگین کرنے ہیں، ملک ملک ہماری قربانیوں نے روحانی انقلابات برپا کرنے ہیں اس لئے میرا مخاطب تمام جہان کا انسان ہے اور مَنْ اَنْصَارِیْٓ کی آواز بھی تمام جہان کے احمدیوں کے لئے ہے اس لئے جب آپ اس آواز پر لبیک کہتے ہیں اور مجھے یقین ہے کہ ساری جماعت لبیک کہتی ہے تو اس کے لئے یہ ضروری اب نہیں ہوگا کہ ہر ایک آدمی لکھ کر مجھے بھیجے۔اس کی وجہ یہ ہے کہ ایک کروڑ خط میں کیسے سنبھال سکتا ہوں اور ایک کروڑ خطوں کا مطالعہ کرنا اور ان کو فائلیں کرنا ہی اتنا بڑا

کام ہے کہ آج کل کے زمانہ میں تو مجھے ملاقاتوں کی بھی فرصت نہیں ہے اس لئے ہر احمدی کو یہ اختیار ہے کہ اگر وہ کسی پہلو سے بھی قربانی کے کسی میدان میں تردد محسوس کرتا ہے تو وہ مجھے لکھ کر بھیج دے۔ میں اسے جماعت سے خارج نہیں کروں گا، میں اسے کمزور احمدی کے طور پر جماعت میں رہنے دوں گا لیکن یہ کھلی چھٹی ہے سب کے لئے صرف انہی کی فہرست بنے گی جو دل کی کمزوری یا حالات کی مجبوری کی وجہ سے دیانت داری سے یہ سمجھتے ہیں کہ ہم ہر قربانی کے لئے اپنے آپ کو پیش نہیں کر سکتے اور جو ایسا نہیں کریں گے وہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اللہ کے انصار میں شمار کئے جائیں گے اور دعائیں کریں میں بھی دعائیں کرتا ہوں۔ راتوں کو بھی دعائیں کریں اور دن کو بھی دعائیں کریں، گریہ وزاری سے اپنی سجدہ گاہوں کو تر رکھیں اللہ کی رحمت سے قدموں کو بھگوتے رہیں اور یقین رکھیں کہ کم قربانیاں لے کر اللہ آپ کو زائد کرے گا کیونکہ حضرت محمد ﷺ کا سایہ ہے جو ہر سایہ سے بڑا اور افضل ہے اور زیادہ ٹھنڈا اور زیادہ رحمت ہے اس لئے ایک لمحہ کے لئے بھی اپنے دلوں میں کوئی شک اور کوئی غیر یقینی حالت پیدا نہیں ہونے دیتی۔ اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ ہو، اللہ تعالیٰ میرے ساتھ ہو ہمیں صحیح فیصلے کی توفیق بخشے اور بہت جلد اپنے وعدوں کو پورا ہوتے دکھائے اور ہماری آنکھوں اور ہمارے دلوں کو ٹھنڈا کرے۔

پاکستان کے احمدیوں کی حالت نا قابل برداشت ہے۔ اس قدر دکھ کی حالت ہے کہ آپ تصور بھی نہیں کر سکتے۔ بڑے دکھ انہوں نے دیکھے ہیں، بڑی بڑی قربانیاں دیں، باپوں کے سامنے بیٹے ذبح ہوئے اور اس میں کوئی فرضی بات نہیں ہے۔ بیٹوں کے سامنے باپوں کو ذبح کیا گیا، گھر لٹ گئے، ساری عمر کی جائدادیں لٹ گئیں لیکن یہ دکھ ان کے چہرے کی مسکراہٹیں نہیں چھین سکے تھے لیکن خدا کی قسم آج ان کے چہرے کی مسکراہٹ چھینی گئی کیونکہ ان کو خدا تعالیٰ کا نام بلند کرنے کی اجازت نہیں دی گئی۔ آج وہ اس طرح تڑپ رہے ہیں جس طرح بکرے ذبح کیا جاتے ہیں، جس طرح قربانیاں ذبح کی جاتی ہیں۔ اتنا دکھ اتنا گہرا دکھ کہ وہ انتظار میں ہیں کی کب میں ان کو زندگیاں پیش کرنے کا حکم دوں اور وہ اس ابتلا سے نکل جائیں۔ اس حالت میں وہ آپ کی دعاؤں کے شدید محتاج ہیں۔ کچھ ان کے لئے تڑپیں کچھ؟ **خدا کی قسم اصل میدان جس میں ہم نے جیتنا ہے وہ دعاؤں ہی کا میدان ہے۔ دعاؤں کے مقابل پر دنیا کی کوئی طاقت نہیں جیتا کرتی۔ خدا کے فضل حیرت انگیز**

**معجزے دکھایا کرتے ہیں، خدا خود ظاہر ہو جایا کرتا ہے، آسمان سے خود اترا کرتا ہے ان بندوں کے لئے اس لئے آخری اور سب سے اہم یہ پیغام ہے کہ اپنے بھائیوں کے لئے بالخصوص جو پاکستان میں بے انتہا مظلومیت کی حالت میں دن گزار رہے ہیں کثرت سے دعائیں کریں، کثرت سے دعائیں کریں، ان کے لئے تڑپیں تاکہ اللہ کی رحمت جلد وہ اپنی آنکھوں کے سامنے نازل ہوتا دیکھیں۔**

خطبہ ثانیہ کے دوران فرمایا:

ابھی نماز کے بعد ایک شہید احمدیت کا جنازہ بھی پڑھایا جائے گا۔ جو (محترم قریشی عبدالرحمٰن صاحب) ہمارے سکھر کے امیر تھے۔ 75 سال ان کی عمر تھی اور موتیا کی وجہ سے وہ ایک دو گز سے زیادہ دیکھ بھی نہیں سکتے تھے۔ جس رات ان ظالموں نے آکر مسجد کا لفظ مٹایا ہے اس رات بہت دیر تک وہ اکیلے بیٹھے رہے۔ جب سب نمازی چلے گئے اور وہ خود خدا کے حضور گریہ وزاری کرتے رہے اور جب واپس گئے تو بھرے بازار میں چار پانچ آدمیوں نے چاقو مار مار کے، اُن میں سے ہر ایک نے حصہ لیا اور انہیں وہیں موقع پر شہید کر دیا۔ اللہ بہتر جانتا ہے کہ انہوں نے کیا دعا کی تھی شاید یہی دعا قبول ہوئی ہو لیکن بہر حال وہ نعرے لگاتے رہے اللہ تعالیٰ کی تکبیر بلند کرتے رہے کہ خدا نے ہمیں اس ظلم کی توفیق بخشی ہے۔ ان کا جنازہ ہوگا سب سے اول اور سب سے اہم اس کے بعد چوہدری علی قاسم انور صاحب ہمارے نائب امیر بنگلہ دیش کے، وہ بڑے مخلص فدائی سلسلہ کے کارکن تھے اچانک ہارٹ اٹیک ہوا اور وہ وفات پا گئے ہیں۔ ایک ہمارے نوجوان انگلستان کی جماعت کے وہ بھی اچانک حرکت قلب بند ہو جانے سے وفات پا گئے ہیں ابرار احمد صاحب قریشی ان تینوں کا جنازہ ہوگا نماز جمعہ کے معاً بعد اس لئے نماز جمعہ کے بعد احباب باہر تشریف لے جائیں۔ ایک جنازہ سامنے موجود ہے اس کو تو سامنے رکھنا ہے تو جب صف بندی ہو جائے گی تو میں بھی آجاؤں گا۔